قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 16 اکتوبر 2021ء | 09 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 16 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:246

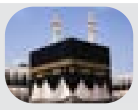

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ﴿۲۴﴾ وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿۲۵﴾

(بنی اسرائیل: 24-25)

ترجمہ: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

فرمان خلیفہ وقت

’’یہاں رہنے والے، مغرب کی سوچ رکھنے والے، بلکہ ہمارے ملکوں میں بھی، برصغیر میں بھی، بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کر سکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے اسکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب (Disturb) ہوتے ہیں، اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوف خدا کرنا چاہئے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو اور اس عمر میں اُن پر رحم کے پَر جھکا دو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہر مصیبت جھیل کر تمہیں اپنے پَروں میں لپیٹے رکھا۔ تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔ اب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں۔ لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔ تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کو تبدیل کرنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھا لیا، مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروالیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔ کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اے طالع مرے، زندہ ترا نام رہے گا (منظوم)
- اپنی زندگی کے ہر زاویے میں اعتدال ضروری ہے
- ہستی باری تعالیٰ پر آن لائن سربراہی عالمی کانفرنس
- مجمع النجوم (Constellation)

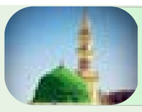

فرمان رسول ﷺ

رزق اور عمر بڑھانے کا نسخہ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مٹی میں ملے اس کی ناک۔ مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے) لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنی بوڑھی ماں یا باپ یا دونوں کو پایا اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوسکا۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب رغم انف من ادرک ابویہ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اسکا رزق بڑھادیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد، جلد 3 صفحہ نمبر 266 حدیث نمبر 13401 مطبوعہ بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

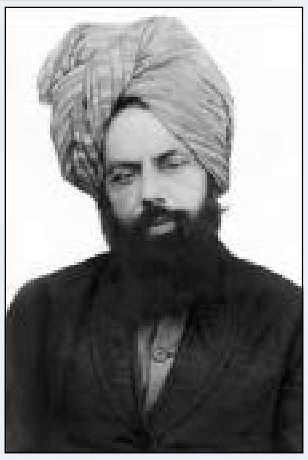

اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر کہ جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے۔ اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا یعنی تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو فقط اسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔..... اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو۔ کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں۔ اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو ان کی خوردسالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد ان کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 213-214)

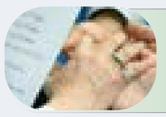

دربارِ خلافت

ہم تو صرف راستہ دکھانے کے لئے آئے تھے، سو ہم نے راستہ دکھا دیا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت میاں ظہور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ بندۂ خدا! اگر مرزا صاحب واقعی پیر ہیں اور ہم نے ان کو نہ مانا تو پھر ہمارا کیا حشر ہو گا؟ ایک روز مَیں نے اپنے پھوپھی زاد بھائی منشی عبدالغفور صاحب سے ذکر کیا کہ مَیں تو صبح یا شام قادیان جانے والا ہوں۔ (اب یہ ان کا بیعت سے پہلے کا قصہ ہے۔) انہوں نے سن کر کہا کہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ مَیں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ لہٰذا اُن کی اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور ہم دونوں علی الصبح دوسرے روز ہی قادیان کو چل دیئے۔ غالباً گیہوں گاہے جا رہے تھے (یعنی گندم کی کٹائی ہو کر اُس میں سے اُس کی harvesting ہو رہی تھی)۔ جب ہم دونوں اسٹیشن پر پہنچے تو یکّہ پر سوار ہونے لگے تو آگے یکّہ پر ایک سواری اور بیٹھی تھی۔ وہ میاں نور احمد صاحب کابلی تھے۔ خیر ہم یکّہ پر سوار ہو کر ظہر کے وقت قادیان پہنچے۔ وضو کر کے ہم دونوں مسجد مبارک میں پہنچے، اُس وقت مسجد مبارک بہت چھوٹی سی تھی۔ وہاں ہم سے پہلے پانچ چھ آدمی اور بھی بیٹھے تھے۔ مَیں نے اُن لوگوں کو خوب تاڑ تاڑ کر دیکھا (یعنی بڑے غور سے دیکھا) تو مجھے کوئی اُن میں سے ایسی شکل جس کو مَیں دیکھنا چاہتا تھا نظر نہ آئی (یعنی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا چاہتے تھے، لیکن بیٹھے ہوؤں میں سے کوئی ایسی شکل نظر نہ آئی) کہتے ہیں کوئی دس پندرہ منٹ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تشریف لائے جو تنگ سیڑھیوں کے دروازے میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ مَیں اُن کو دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی ہستی ہے تو یہی ہوسکتی ہے (یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ بیٹھیں۔ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں (بڑی فراست تھی۔ سمجھ گئے کہ اس کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ بیٹھیں ابھی حضرت مسیح موعود تشریف لاتے ہیں) مَیں آپ کے فرمانے سے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ اب جو تشریف لائیں گے وہ ان سے (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل) سے بڑھ کر ہی ہوں گے۔ پانچ چھ منٹ گزرنے کے بعد خادم حضرت مسیح موعود نے خبر دی کہ حضرت اقدس تشریف لا رہے ہیں۔ کوئی دو تین منٹ بعد مسجد مبارک کی کھڑکی کھلی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر مسجد مبارک میں تشریف لائے کہ بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سورج نصف النہار ہوتا ہے (یعنی سورج پورا چڑھا ہوا دوپہر کے وقت) جیسی صورت دیکھنے کی دل میں تمنا تھی بخدا اُس سے کہیں بڑھ کر آپ کو پایا۔ ہم سب لوگ جو وہاں پر موجود تھے حضرت اقدس کے تشریف لانے پر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے نورانی چہرۂ مبارک کو دیکھ کر دل میں اطمینان ہو گیا اور دوسری اچھی سے اچھی شکلیں آپ کے سامنے ماند ہو گئیں۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 360 تا 362 روایت حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

حضرت شیخ عبدالکریم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مَیں 1903ء میں حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری کے ذریعے احمدی ہوا تھا۔ حکیم صاحب گو لاہور کے باشندے تھے مگر چونکہ لائلپور میں حکمت کا کام کرتے تھے اور وہیں اُن کی وفات ہوئی اس لئے لائلپوری مشہور ہیں۔ وہ اپنے کام کے لئے کراچی تشریف لائے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے مَیں احمدی ہو گیا تھا۔ 1904ء میں جب مَیں لاہور گیا تو اُن کے مکان پر ہی ٹھہرا تھا۔ جب مَیں جمعہ پڑھنے گمٹی کی مسجد میں گیا تو وہاں اعلان کیا گیا کہ حضور تشریف لانے والے ہیں۔ حضور کا ایک لیکچر بھی یہاں ہو گا۔ چنانچہ یہ اعلان سن کر مَیں بھی ٹھہر گیا۔ جب حضور تشریف لائے تو میاں معراج الدین صاحب کا مکان تیار ہو رہا تھا اور بعض کمرے مکمل بھی ہو چکے تھے۔ حضرت صاحب نے وہیں قیام کرنا پسند فرمایا تھا اور اُس میں جمعہ کی نماز بھی پڑھی تھی۔ خطبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تھا اور نماز بھی اُنہوں نے ہی پڑھائی تھی۔ میں دیوانہ وار پھر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ حضرت اقدس سے کسی نہ کسی طریق سے ملاقات ہو جائے۔ اتنے میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے آگے گیا۔ مَیں پہلی صف میں حضرت اقدس کے ساتھ بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ مَیں جب اَلتَّحِیَّات پر بیٹھا تو اپنے گناہوں کا خیال کر کے اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا کندھا لگنے کا خیال کر کے بے اختیار رو پڑا۔ ہچکی بھی بندھ گئی۔ حضرت اقدس نے میری یہ حالت دیکھ کر میری پیٹھ پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور تسلی دی۔ (نماز کے بعد ہوا ہو گا یا پہلے۔ التحیات پر بیٹھے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد ہی شفقت کا ہاتھ پھیرا ہو گا۔ نماز کے دوران نہیں۔ بہر حال پھر لکھتے ہیں) جب حضرت اقدس قادیان روانہ ہوئے تو عاجز بھی ساتھ ہو گیا۔ قادیان میں پہنچے ہی تھے کہ تاریخ پر گورداسپور جانا پڑا۔ مَیں بھی ساتھ ہو لیا۔ عصر کی نماز کے بعد ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو دیکھ لیا ہے اور بیعت کر لی ہے۔ ہماری بخشش کے لئے صرف یہی کافی ہے۔ (یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ بیعت کر لی ہے تو بس سارے کام ہو گئے۔) فرمایا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا) کہ اصل چیز اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہے۔ اس سے انسان کا بیڑا پار ہوسکتا

بقیہ صفحہ 7 پر

اے طالع مرے، زندہ ترا نام رہے گا

اے طالع مرے، زندہ ترا نام رہے گا
تُو تا بہ ابد باعثِ اکرام رہے گا

معلوم تھے سب تجھ کو محبت کے قرینے
جو تو نے دیا زندہ وہ پیغام رہے گا

تو رشک کے قابل ہے مرے یوسفِ کنعاں!
تو ایسا اُجالا ہے صبح و شام رہے گا

ہے عہدِ وفا تو نے بہت خوب نبھایا
یہ ذکر ہر اک کوچے ہر اک گام رہے گا

اے پیارے! تجھے پیارا خلافت نے کہا ہے
اب تیری یہ پہچان، یہی نام رہے گا

اک ہیرا تھا جو ہم سے جدا ہو گیا لیکن
وہ زندۂ جاوید فلک بام رہے گا

بشارت محمود طاہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم مدیر صاحب الفضل آن لائن لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آنمحترم بخیریت ہوں گے۔

روزنامہ الفضل لندن کے 17 ستمبر 2021ء کے شمارہ میں مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے حوالہ سے محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کا مضمون نظر سے گزرا۔ وقت کی کمی کے باعث جستہ جستہ نظر ڈالنے کا ارادہ تھا لیکن مولانا صاحب مرحوم کے خطوط اور ساتھ ساتھ کراچی کی تاریخ کا یہ پہلو لفظاً لفظاً پڑھنے پر مجبور کر گیا۔

مولانا موصوف کی خطوط نویسی کا یہ پہلو خاکسار کے لئے بالکل نیا ہے۔ سادہ سلیس، محاوروں کا استعمال، دوسروں کی کاوش کی ستائش کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامی الفاظ کا استعمال ان کی مسیح دوراںؑ، خلافت، احمدیت اور تاریخ سے محبت کا عکاس ہے۔

مولانا صاحب کی حوالہ گردانی اور بہترین یادداشت کا تو خاکسار بھی عینی شاہد ہے کہ لمحہ بھر میں بغیر توقف ان کے حوالہ بتانے پر میں تعجب میں مبتلا ہو گیا۔ اور زمانہ طالبِ علمی کے سبب خیال گزرا کہ شاید صحیح ہو یا نہ ہو لیکن چیک کرنے پر سو فیصد درست حوالہ نکلا۔ اسی سبب حضور انور ایدہ اللہ نے انہیں انسائیکلوپیڈیا کا خطاب بھی عنایت فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

ذیشان محمود

مبلغ سلسلہ، روکوپر، سیرالیون

اداریہ

اپنی زندگی کے ہر زاویے میں اعتدال ضروری ہے

”نوٹ از ایڈیٹر:۔ چونکہ خاکسار نے یہ آرٹیکل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک ارشاد ”پھر کیا کھائیں، اعتدال ضروری ہے“ کی وضاحت اور میانہ روی پر اسلامی تعلیم بیان کرنے کے لئے تحریر کیا تھا۔ اس لئے اس آرٹیکل کو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ، دعا اور اجازت کے لئے بھجوایا تھا۔ پیارے حضور نے خاکسار کے نام خط میں تحریر فرمایا۔ کہ

” ماشاء اللہ آپ نے ان پر بڑی محنت کی ہے اور دونوں (دوسرا مضمون مورخہ 30 اکتوبر کو شائع ہو رہا ہے) کے نفس مضمون کو بیان کرنے کے لئے ایک اچھی کوشش کی ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ اگر آپ ان مضامین کو الفضل میں شائع کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں“

ادارہ الفضل آن لائن، قارئین کی دلچسپی اور تعلیم و تربیت کے لئے نت نئے سلسلوں کا آغاز کرتا رہتا ہے۔ گزشتہ دو تین ماہ سے ہم نے آخری صفحہ پر ”چھوٹی مگر سبق آموز بات“ آویزاں کرنی شروع کی ہے جو قارئین کی پسندیدگی کے باعث مقبول ترین کا درجہ پا رہی ہے۔ قارئین کرام اس کو پڑھتے ہیں اور استفادہ کے لئے اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو بھجواتے اور اپنے موبائل کے Status پر آویزاں کرتے ہیں۔ نیز اس سے حظ اٹھانے کے بعد خطوط کے ذریعہ ادارہ کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیراً کثیرا۔

مورخہ 26 جولائی 2021ء کے شمارہ میں اسی عنوان کے تحت موٹاپے سے بچنے کے لئے ”چ“ کے حرف سے شروع ہونے والی اشیاء جیسے چپاتی، چاول، چینی، چائے، چکنائی اور چاکلیٹ (ماسوائے کالی چاکلیٹ) سے اجتناب کی بات ہوئی تھی۔ یہ حصّہ ہمارے بہت ہی پیارے امام و رہنما اور پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پاکیزہ نظروں سے گزرا تو حضور پُر نور کا خاکسار کے نام خط موصول ہوا جس میں اوپر مندرج بات کا حوالہ دے کر حضور نے تحریر فرمایا تھا:

”پھر کیا کھائیں، اعتدال ضروری ہے۔“

اس کالم میں اس وقت اول تو پیارے حضور کا یہ اہم اور ضروری پیغام قارئین تک پہنچانا مقصود ہے اور دوم۔ حضور کے پیغام سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ ”چ“ سے شروع ہونے والی چیزیں بند کر دیں تو پھر اور کھانے کے لئے کیا بچ جاتا ہے اس لئے ان کو کھائیں لیکن اعتدال ضروری ہے۔

حضور انور کے ارشاد مبارک سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ صرف کھانے پینے کے حوالے سے اعتدال ہی ضروری نہیں بلکہ زندگی کے تمام معمولات میں میانہ روی لازمی ہے۔ میانہ روی پر ایک کالم الفضل آن لائن کی زینت اس سے قبل بن چکا ہے۔ اب اس کالم میں معمولات زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور مکمل نظام زندگی سے آگاہ کرتا ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا

(البقرہ: 144)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسطی اُمت بنا دیا تا کہ تم لوگوں پر نگران ہو جاؤ اور رسول تم پر نگران ہو جائے۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ آیت معتدل امت کے اعتبار سے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس امر کا اعلان عام ہے کہ اسلام، اعتدال، توازن، عدل کا مذہب ہے اور افراط و تفریط و غلوّ و تقصیر سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے۔ وسط میں رہ کر امور سرانجام دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا ہمیشہ معتدل مزاج رہنے اور دیکھنے کے لئے تم پر رسولؐ نگران ہے اور تم معاشرے میں بسنے والے دوسرے لوگوں پر نگران مقرر کئے گئے ہو۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ امت من حیث المجموع اور تقریباً ہر دوسرا تیسرا مسلمان انفرادی طور پر افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 172 میں فرماتا ہے۔

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ ؕ

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ دو آیات بہت واضح رنگ میں اسلام، دین فطرت کی وسطی اور معتدل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بے شمار قرآنی آیات اور احادیث ہیں جو ایک انسان کے معمولات زندگی سے متعلق ہیں، ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

کھانے پینے میں میانہ روی

سب سے پہلے کھانے پینے والے حصہ کو لیتے ہیں کیونکہ یہ کالم کھانے پینے کے حوالہ سے ہی محرک بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابنائے آدم کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

وَّكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ۔ (اعراف:32)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہاں اسراف یعنی زیادتی و افراط سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ میں اسراف کرنے والوں کو پسند بھی نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور طیب کھانے کے ساتھ ساتھ اپنے رزق میں سے محتاج، ناداروں (الحج:29) اور قناعت کرنے والوں نیز سوال کرنے والوں کو بھی کھلانے (الحج: 37) کا حکم دیا۔ یہ بھی اسراف سے بچنے کی نہ صرف تحریک ہے بلکہ ثواب کا موجب ہے۔

زندگی کی بے اعتدالیوں میں ایک بڑی بے اعتدالی کھانے پینے کی ہے۔ ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ اگر انسان حد سے زیادہ پیٹ بھر کر کھا لے تو اپنے خدا کا حق یعنی عبادت بھی صحیح رنگ میں نہیں بجا لا سکتا۔ رمضان المبارک میں افطاری کے وقت بھی ایسے بے ہانک نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ کھانا پینا انسان کی صحت اور توانائی کے لئے بہت اہم ہے۔ ہم عموماً ایسے بچوں کو جو اپنی عمر کے اعتبار سے ذرا کم مقدار میں کھانا کھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ” کھاؤ گے نہیں تو بڑے کیسے ہو گے؟“ لیکن یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ کھانے پینے میں کمی و زیادتی صحت کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ ہم سوشل میڈیا میں بارہا یہ خبریں پڑھتے ہیں کہ فلاں خاتون نے اس حد تک ڈائٹنگ کی جو اس کے لئے مستقل روگ بن گئی، اور کھانے میں زیادتی بھی انسان کے موٹاپے میں بسا اوقات اس حد تک نقصان دہ ہوتی ہے کہ وہ فربہ ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ بعض ذیابیطس کے مریض اس حد تک میٹھی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں کہ شوگر لیول کم ہونے کی وجہ سے ان کے بعض اعضاء متاثر ہوتے ہیں اور کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی ساخت اور اس کے فنکشنز ایسے بنائے ہیں کہ شوگر کی زائد مقدار پیشاب کے راستے باہر نکل جاتی ہے۔ اس لئے اگر ہائی شوگر کو کم کرنے کے لئے دوائی استعمال کر رہے ہیں تو میٹھا توازن کے ساتھ استعمال کریں یعنی نہ کم نہ زیادہ، تا کہ آپ کی صحت برقرار رہے۔ یہی تعلیم اسلام کی ہے۔

کھانے پینے میں حلال و حرام کی جو قیود اسلام نے مقرر کی ہیں وہ بھی انسان کو بے اعتدالی سے بچاتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کی گئی تمام نعمتوں سے اعتدال کے مطابق برابر فائدہ اٹھانا صحت کے لئے ضروری ہے۔ روزانہ ہی گوشت کھانا انسان کے اندر جانوروں کی صفات پیدا کرتا ہے اور جسم کے اندر ایسے اجزاء پیدا ہو جاتے ہیں جن کی موجودگی بلڈ پریشر اور کولسٹرول کی زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح روزانہ سبزیاں کھانا بھی اخلاق و صحت پر مضر اثرات پیدا کرتا ہے اور انسان کو ڈرپوک اور بزدل بنا دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کھانے پینے میں اعتدال پسندی کے حوالے سے فرمایا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے بچو کیونکہ یہ جسم کو خراب کرتا اور بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ جو شخص 40 دن تک گوشت نہیں کھاتا اس میں نہایت کمزوری آ جاتی ہے جس کی وجہ سے جفاکشی کے کام نہیں ہو سکتے کمزور طبیعت کی وجہ سے آرام طلبی بڑھ جاتی ہے جو خود صحت کے لئے مضر ہے، اور جو 40 دن تک گوشت ہی کھاتا ہے ان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور بیماریوں کے ساتھ ساتھ اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مضمون کو اپنے معرکۃ الآرا لیکچر بعنوان ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ میں بیان فرمایا ہے۔ اور مومنوں کو کھانے پینے کے چناؤ میں بھی اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تلقین فرمائی ہے۔

کھانے پینے کی بات چلی ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اصول بھی سامنے رہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو، اپنے آگے سے کھاؤ اور آخر پر اپنی پلیٹ کو صاف کرو۔ آخری لقمہ سے پلیٹ صاف کرنا بھی برکت اور ثواب کا موجب ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا اور برکتیں عطا فرماتا ہے۔

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ دعوتوں میں بعض لوگ پہاڑ کی طرح اپنی پلیٹ کو سجا لیتے ہیں اور بعد میں یہ کھانا ضائع جاتا ہے۔ ہمارے ایک عالم دین بزرگ نے یہ عجیب واقعہ سنایا، انہوں نے کہا کہ میں ایک دعوت میں ذرا دیر سے پہنچا، کھانا شروع ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے دوست سے کہا کہ یہ سالن کی ڈش ذرا قریب کر دیں تا کہ میں کچھ ڈال سکوں۔ انہوں نے بجائے وہ ڈش قریب کرنے کے میری طرف گھور کر دیکھا اور کہا یہ میری پلیٹ ہے، آپ کو ڈش نظر آتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کو کیا

بتاتا کہ اس نے اپنی پلیٹ اتنی بھری ہوئی ہے کہ وہ ڈش ہی نظر آتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں روزانہ ضائع ہونے والے کھانے کو اگر محفوظ کر لیا جائے تو غریب ممالک کے باشندوں کے لئے ایک دن کی خوراک ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام اور ہمارے بزرگ اس حوالہ سے ہمارے لئے بطور نمونہ کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوراک قوت لا یموت کے حوالہ سے تھی، آپ کی خوراک بہت ہی قلیل تھی۔ چھوٹے چھوٹے لقمے تھوڑے سے سالن پر مشتمل پلیٹ میں ہلکا سا ڈبو کر، کچھ ہاتھ سے مسل کے اپنے منہ مبارک میں رکھتے اور اسی کو دیر تک چباتے رہتے۔ اور وہ سالن اور روٹی پاس بیٹھے صحابہ کرام کے سامنے کر دیتے تا کہ وہ اس سے لطف اٹھائیں۔ الغرض آپؑ کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ کم سے کم کھایا جائے اور دوسروں کو دے دیا جائے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے جب ایک بچی نے رمضان کے مہینہ میں افطاری وسحری کے حوالہ سے سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ جو ناشتہ یا شام کا کھانا سال کے عام دنوں میں مَیں کھاتا ہوں وہی کھانا اسی مقدار میں افطاری اور سحری کے وقت ہوتا ہے۔ ہاں اس میں کھجور کا اضافہ سنت رسول ﷺ کی اتباع میں کر لیتا ہوں۔

پس مندرجہ بالا اسلامی تعلیم کے مطابق ''ج'' سے تیار ہونے والی اشیاء میں بھی اعتدال حضور انور کے ارشاد کے مطابق ضروری ہے۔ کیونکہ قرآنی حکم اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی کے تحت تنعّم اور خور و نوش والی اشیاء میں بھی اعتدال کا نام تقویٰ ہے۔ آج کل تو بہت لوگوں نے Nutrition کی تعلیم حاصل کر رکھی ہے جو نجی طور پر متمول لوگوں کو گائیڈ کرتے ہیں اور اب تو ہر بڑے ہسپتال میں Nutritionist متعین ہے جو ہسپتال میں داخل مریضوں کی غذا متعین کرتے ہیں۔ یہ بھی اعتدال پسندی کا ایک اچھا طریق ہے۔

خرچ کرنے میں میانہ روی

کھانے پینے میں اعتدال پسندی کا حکم اور اس کی تفصیل کے بعد مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَکَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا

(الفرقان:68)

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اِسراف نہیں کرتے اور نہ بُخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال ہوتا ہے۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حلال کمائی سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن ایک ہاتھ سے پیسے اکٹھے کرنے کی ممانعت ہے۔ اپنی کمائی میں سے فلاحی کاموں اور غرباء ومساکین پر خرچ کرنا بھی اعتدال پسندی کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ''اسلام کا اقتصادی نظام'' اور ''نظامِ نَو'' میں اس حوالہ سے جو تفصیل بیان فرمائی اور بعض رہنما اصول واضح فرمائے ہیں وہ اقتصادیات کے شعبہ میں سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

جماعت احمدیہ میں نظامِ وصیت، چندہ کا نظام، مریضوں پر رقم خرچ کرنا، ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات بالخصوص تھر اور صحرائی علاقوں میں انسانوں کی پیاس بجھانے کے لئے کنویں کھدوانا۔ یہ سب کام یُنۡفِقُوۡنَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ کے تحت آتا ہے۔

کمائی میں ضرورت، ضرورت کی حد تک مدِنظر رہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر پیسہ اکٹھا کرنے کی حوس ہو تو اسے لالچ کہا جاتا ہے اور لالچی شخص کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے (صحیح بخاری)۔ لہٰذا روزی کی تلاش میں بھی میانہ روی ضروری ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی طلب میں اعتدال سے کام لو (صحیح مسلم حدیث:1097) اور الفقرُ کادان یکون کُفۡرًا بھی یاد رہنا چاہئے کہ فقر بھی انسان کو کافر بنا دیتی ہے۔

جہاں تک خرچ کرنے کا تعلق ہے اس میں دو Ends ہیں یعنی فضول خرچی اور کنجوسی، بخل، افراط و تفریط کے زمرے میں آتے ہیں جو اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔ بخیل کے متعلق آنحضورؐ نے فرمایا کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا اور فضول خرچی کرنے والے کے متعلق بیان ہوا ہے کہ جو فضول خرچی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تنگدست کر دیتا ہے۔ میانہ روی سے خرچ کرنے کو نصف معیشت کہا گیا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے فضول اور بے جا خرچ کرنے والوں اور بخیل و کنجوس کو ان الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اٰتِ ذَاالۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَ الۡمِسۡکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ وَ لَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا۔اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا

(بنی اسرائیل:27-28)

ترجمہ: اور قرابت دار کو اس کا حق دے اور مسکین کو بھی اور مسافر کو بھی مگر فضول خرچی نہ کر۔ یقیناً فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بہت ناشکرا ہے۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اس آیت میں بتایا ہے کہ خرچ کے متعلق اس اصول کو مدِنظر رکھو کہ نہ تو ہاتھ گردن سے بندھا رہے یعنی ضرورت کے وقت بھی خرچ کرنے سے دریغ ہو اور نہ ہاتھ ہر وقت مال لٹانے کے لئے دراز رہے بلکہ چاہیئے کہ تم ضرورت کے مطابق خرچ کرو۔ تا بے ضرورت خرچ تم کو اس وقت کی نیکی سے محروم نہ کر دے جب خرچ کرنے کی کوئی صحیح ضرورت پیدا ہو گئی ہو۔ یعنی جب ضرورت کے وقت یہ پیسہ کام نہیں آ سکتا تو قوم پر اس کا عیب ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ بے وقوف ہے اپنے مال کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی کہ دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 325)

بیویوں میں اعتدال اور برابری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''محبت کو بالائے طاق رکھ کر عملی طور پر سب بیویوں کو برابر رکھنا چاہیئے۔ مثلاً پارچہ جات، خوراک، معاشرت حتیٰ کہ مباشرت میں بھی مساوات برتے۔ یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پُورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے ایسے لذّات کی نسبت جن سے خدا تعالےٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے، تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ تعدد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لئے دوسری شادی کر لے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے۔ تورات سے بھی یہی ثابت ہے کہ اُس کی دلداری زیادہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اُس کے ساتھ گزارا ہوا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 63-64 ایڈیشن 1984)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں۔

''اگر موقع ہو یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو اور اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡہَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء:130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہرحال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیا اور وقت نہ دیا تو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیا اور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا

فرض ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2009ءبحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اولاد میں اعتدال اور میانہ روی

اس حوالہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصول وضع فرما دیئے ہیں کہ: شادی کے بعدمیاں بیوی کے ملاپ سے جو اولاد اللہ تعالیٰ عطا کرے اسے مسلسل دو سال تک دودھ پلاؤ۔یعنی اس عرصہ میں نومولود کی نگہداشت اور دیکھ بھال رکھو۔ بچے کوصحت کے حوالے سے ماں کے دودھ کی اشدضرورت ہوتی ہے اور یہ وقفہ اسی لئے مقرر ہوا ہے۔ اس کے بعد ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو گا اسے مزید 9ماہ لگیں گے اور یوں قریباً سوا تین سال کاوقفہ ہو گا۔ اور یوں بچے کی جسمانی اور روحانی نشو ونما میں والدین حق ادا کرسکیں گے۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ اس عظیم نعمت سے نواز دے تو پھر ''خشیۃ املاق'' کے ڈر اور خوف سے اولاد کو ہلاک نہ کرو۔ رزق خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ وہ'' تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِساب''اصول کے مطابق ہر ایک کوعطا کرتا ہے۔ چرند پرند کو بھی روزانہ کی بنیاد پر رزق دیا جاتا ہے۔

پھر والدین کو یہ سبق دیا گیا کہ اپنی اولاد میں تفریق نہ کریں۔ عدل مدِنظر رہے اور تمام کو برابری کے سلوک کے ساتھ دیکھا جائے۔

بچوں سے پیار میں اعتدال

دین و دنیا کے ہر معاملہ میں اعتدال ضروری ہے۔حتیٰ کہ یہ اصل بچوں کی تعلیم و تربیت میں مدِنظر رہنا چاہیئے۔ ہمارے ایشیائی ممالک میں بچوں سے بلاوجہ سختی سے پیش آیا جاتا ہے اور مارنے کا رجحان بھی عام ہے جبکہ مغربی ممالک میں اسی قدر پیار دیا جاتا ہے۔ دونوں امور درست نہیں اور افراط و تفریح کے زمرے میں آتے ہیں۔ بچے کو اس کی غلط حرکت پر تادیب بھی کرنا چاہیئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھانے کے حوالہ سے ارشاد ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ بچہ 7سال کا ہو تو اُسے نماز پڑھنے کی ترغیب دلائیں اور 10سال کی عمر میں اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو اسے سختی کر کے بھی نماز پڑھاؤ۔

ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک نافرمان بچے کو جب اس کی بری حرکتوں اور چوری کی وجہ سے عدالت نے موت کی سزا سنائی تو عدالت نے اس مجرم کوسزا سے قبل عرف عام میں آخری خواہش پوچھی کہ اس دنیا سے رخصت ہونے سے قبل تم کیا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ میں اپنی ماں کے کان میں ایک بات کرنی پسند کروں گا۔ اس کی درخواست پوری کرنے کے سامان جب پیدا کئے گئے اور ماں سے ملاقات کروائی گئی تو اس نے اپنی ماں کے کان میں بات کرنے کے بہانے اس کا کان کاٹ کھایا۔لوگوں نے اس مجرم کولعن طعن کی کہ ابھی سزا کے بعد تم اس دنیا میں نہ رہو گے تم نے دنیا سے جاتے ہوئے بھی اپنی ماں کوسکھ نہیں پہنچایا۔تو اس نے کہا کہ یہی وہ کان تھے جنہوں نے مجھے یہاں تک پہنچایا۔ جب میرے بُرے عمل کی خبر ان کانوں تک پہنچتی تھی تو ان کانوں پر جوں تک نہ رینگتی تھی اور اس کے باوجود یہ مجھے پیار کرتی تھی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر وہ ماں پیار کرنے کی بجائے پہلی دفعہ ہی اس کو چوری سے روک دیتی تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

نہ نرمی نہ سختی

یہی کیفیت انسان کی اپنی طبیعت میں بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان کو نہ اتنا سخت ہونا چاہیئے کہ وہ توڑا جائے اور نہ اتنا نرم ہونا چاہئے کہ وہ مروڑا جائے۔ انسان کو اپنی طبیعت کے حوالہ سے بھی معتدل ہونا چاہئے۔

حدیث نبویؐ خیر الامور اوسطھا کا تعلق انسان کی طبیعت سے بھی ہے۔ فرمایا۔ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آجاتا ہے یعنی انسان مغلوب ہو جاتا ہے (صحیح بخاری)

ہم نے حد سے زیادہ غصیلے انسان کو اپنا ذہنی توازن خراب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حد سے زیادہ برداشت بھی صحت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ المعجم الصغیر میں لکھا ہے کہ تین اخلاق، ایمان کے لئے ضروری ہیں اول یہ کہ جب کسی مومن کو غصہ آئے تو وہ غصّہ اسے جھوٹ اور گناہ کی طرف نہ لے جائے اور جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق سے دور نہ لے جائے اور جب اسے حکومت اور طاقت ملے تو وہ اپنے حق سے زیادہ پر قابض نہ ہو۔

(المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمه احمد)

بول چال میں میانہ روی

بلا ضرورت گفتگو اور بلا وجہ باتیں کرنے سے پرہیز لازم ہے۔ اگر زبان انسان کے کنٹرول میں رہے تو انسان کی زندگی سنور جاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

(بخاری حدیث 6018)

عدل میں اعتدال

شاید یہ عنوان قارئین کے لئے حیرانگی کا باعث ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے عدل کی کرسی پر فائز ہونے والوں کو بھی اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَاَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی کی تلقین فرما کر عدل میں بھی اعتدال کی نصیحت فرمائی ہے۔ ہم آئے روز عدالتوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ یکطرفہ اور یکجانب فیصلہ دیتے ہوئے بھی عدل کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوتے ہیں۔ ایشیائی ممالک میں بالخصوص عدل بکتا دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس میدان میں ہر چھوٹے اور بڑے کو اس امر کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

رہبانیت اسلام میں جائز نہیں

اعتدال کے مضمون میں رہبانیت کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَارَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ۔ کہ اسلام کا رہبانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رہبانیت یہ ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کشی کر کے دنیا و مافیہا سے لاتعلق ہو کر دھونی رما بیٹھے۔ درویش بن کر دنیا کے معاملات سے کوئی غرض نہ ہو۔بعض صحابہؓ رسولؐ نے ارادہ کرلیا کہ میں روزے ہی رکھوں گا۔ افطار نہیں کروں گا۔ کسی نے پختہ ارادہ کرلیا کہ میں نمازیں اور نوافل ہی پڑھتا رہوں گا آرام نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا میں شادی نہیں کروں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اِن صحابہ کے عزائم، وعدوں اور ارادوں کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا میری طرف دیکھو۔ میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ افطار بھی کرتا ہوں۔عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح)

لہٰذا میانہ روی اور اعتدال میں ہمارے لئے بہترین مثال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

ایک جگہ آپؐ نے فرمایا ان لنفسك عليك حقّا، ولاهلك عليك حقّا، ولجسدك عليك حقّا۔ ولربك عليك حقّا فاعط كل ذى حق حقه (مسلم) کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے اہل وعیال کا، تمہارے جسم کا، تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ پس ہر ایک کا حق اس کو دے۔

اس سے ملتا جلتا ارشاد آپؐ نے اس وقت بھی فرمایا جب آپؐ نے مسجد نبوی ﷺ میں چھت سے ایک رسی بندھی دیکھ کر اس بات کا علم ہونے پر کہ یہ رسی حضرت زینب بنت جحشؓ کی ہے وہ جب عبادت کرتی ہیں تو اپنی چُٹیا اس سے باندھ لیتی ہیں۔ تا نیند کے وقت وہ جھٹکے سے دوبارہ عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ آنحضورؐ نے یہ دیکھ کر ایسا کرنے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ یہ رسی بھی کھلوادی۔ دینِ اسلام نے بعض فرائض اور وجوب میں رخصت اور رعایت بھی دے رکھی ہے جیسے سفر میں روزہ نہ رکھنا، سفر میں نماز قصر وغیرہ۔بعض لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔صحابہؓ نے بھی ایک رخصت اور سہولت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ آنحضورؐ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا۔ اے لوگو! جب میں نے ایک معاملہ میں رخصت اور سہولت کے پہلو کو اختیار کیا ہے تو تم اس کو کیوں ناپسند کرتے ہو اور کیوں اس سے بچتے ہو۔ خدا کی قسم! مجھے ان سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی ذات کا عرفان حاصل ہے اور میں ان سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل)

اعمالِ صالحہ میں میانہ روی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین کام وہ ہے جو میانہ روی کے ساتھ کئے جائیں۔ اور ایک موقع پر فرمایا۔اعمال میں میانہ روی اختیار کرو تا اللہ کا قرب حاصل کرو۔

(معجم الاوسط جلد 2 صفحہ 78حدیث 2583)

اس ضمن میں اعتدال کے مضمون میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی مشعلِ راہ ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ اور لگاتار کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ (صحیح مسلم)

کام میں دوام بھی ضروری ہے۔ ہم نے بارہا ملاحظہ کیا ہے کہ بعض لوگ بہت جذبے اور پختہ ارادوں سے کسی کام کا آغاز کرتے ہیں مگر جلد تھک ہار کر چھوڑ دیتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جس کام میں میانہ روی ہو وہ کام پسند کیا جاتا ہے اور جس کام میں میانہ روی نہیں ہوتی وہ بگڑ جاتا ہے۔ (صحیح مسلم) مشہور ہے میانہ روی استقامت کی کنجی ہے۔

نیند میں غلو

اللہ تعالیٰ نے دن کام کرنے اور رات سکون لینے کے لئے پیدا کی ہے۔ انسان کے لئے نیند لینی بہت ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رات بنائی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ سُبَاتًا(النبا:10)۔ آج کل لوگ راتوں کو جاگتے اور بسا اوقات دن کو بھی کام کرتے رہتے ہیں جن سے ان کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات سونے کے لئے پیدا کی ہے۔ جو رات کو بر وقت سوتے، صبح بر وقت جاگتے اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کرتے ہیں وہ صحت مند رہتے ہیں اور دراز عمر پاتے ہیں اور اس کے بالمقابل سوتے رہنے والوں کے حق میں کہا جاتا ہے ''جو سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں یعنی بہت سی چیزیں ضائع کر دیتے ہیں۔''

تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو حصولِ تعلیم میں بھی معتدل رہنا ضروری ہے۔تعلیم میں نیند کا حصول بھی ضروری ہے ورنہ میں نے تعلیم کی خاطر جگراتے رہنے والے پروفیسرز اور ڈاکٹرز کو نیم پاگل ہوتے بھی دیکھا ہے۔

چال ڈھال میں میانہ روی

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ ہر ایسی بات کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کو انسانیت کے تمام تقاضوں پر پورا اترنے کی

تلقین کرتی ہے حتیٰ کہ قرآن میں انسان کو چال معتدل رکھنے کی تلقین حضرت لقمانؑ کی زبان میں اس وقت ملتی ہے جب وہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ کہ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور ساتھ ہی فرمایا وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ کہ اپنی آواز کو دھیمار کھ۔ آنکھیں نیچی رکھنے کا جو اصول اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ بھی معاشرہ کو درست سمت پر ڈالنے کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں لڑھ چھوڑ کر تہبند کا کچھ حصہ زمین پر گھسیٹنے کو فخر و مباحات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جو ٹھیک نہیں اس میں اعتدال ضروری ہے۔

اسلامی تعلیم میں غلّو منع ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ (النساء:172) کہ اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ یہ خطاب اہلِ کتاب سے ہے جس میں یہودی، عیسائی اور مسلمان مخاطب ہیں۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اُسے نبی نہ مان کر افراط جبکہ عیسائیوں نے اسے خدا کا بیٹا قرار دے کر تفریط سے کام لیا۔ مگر اس قرآنی حکم سے مسلمان اسی طرح مخاطب ہے جیسے یہودی اور عیسائی۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو معتدل امّت بنایا مگر مسلمانوں بالخصوص شدت پسندوں کے اسلامی تعلیم کے منافی اعمال اور غلّو نے دین حنیف کی شکل ہی بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ جس سے اسلام مغربی دنیا میں بدنام ہوا ہے۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین میں غلو سے بچو۔ تم میں سے پہلے لوگوں کو بھی دین کے غلو نے ہلاک کر دیا تھا۔

چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری زمانہ میں اس غلو کے حوالہ سے علم رکھتے تھے اس لئے آپؐ نے دو دفعہ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ (صحیح مسلم) کے الفاظ بیان فرمائے کہ غلو کرنے والے ہلاک ہوں۔

آج کل رسومات و بدعات میں جو غلّو سے کام لیا جاتا ہے بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر، یہ بھی اسلامی تعلیم کو بگاڑنے کے مترادف ہے۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اپنی ناک اونچی رکھنے کی بجائے اسلام کا حسین چہرہ اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ میں اس غلّو سے بچنے کے کئی طریق موجود ہیں۔ ان میں سے ایک ''مریم شادی فنڈ'' میں رقوم بھجوانا ہے۔ ہماری بہت سی خوش نصیب بچیاں ایسی ہیں جو اپنے والدین کو مجبور کرتی ہیں کہ سادگی میں میری شادی کر دیں اور بقیہ رقم کسی مستحق بچی کی شادی کے لئے مریم شادی فنڈ میں جمع کروا دیں۔ یہ بھی ایک میانہ روی کی قسم اور مبارک ادا ہے۔

یہ مضمون اپنی دلچسپی اور اہمیت کے پیشِ نظر طویل ہوتا جارہا ہے لیکن کوشش یہی ہے کہ اس اہم موضوع پر جس حد تک اسلامی و دینی تعلیم اکٹھی ہوسکتی ہے کر دی جائے خواہ اس آرٹیکل کی دو قسطیں ہوں۔

میانہ روی کی اہمیت کا اندازہ ڈرائیونگ سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ سرکاری ٹرین یا بسوں میں 8 گھنٹے سے زیادہ ڈرائیونگ کی اجازت نہیں ہوتی۔ بالخصوص مغربی دنیا میں ڈرائیونگ میں Over Time کا تصور ہی نہیں۔ نجی گاڑیوں کے ڈرائیورز کے لئے موٹروے پر Rest Area بھی موجود ہیں۔

مداح سرائی میں بھی غلّو نقصان دہ ہے۔ انسان خود نقصان اٹھاتا ہے۔ جس کی مدح سرائی میں اس کے حق میں وہ بات کہی جائے جو اس میں نہیں تو جھوٹ کے ساتھ ساتھ اس شخص کے لئے نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکر مکم عند اللہ اتقٰکم۔ حسب و نسب، مراتب و مناصب میں غلّو میں کام لینا جائز نہیں۔ بعض لوگ اپنی ذات کو، اپنی شخصیت کو اس حد تک اجاگر کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بہت اعلیٰ کر کے پیش کرتے ہیں۔

پھر کسی پر اعتبار کرنے میں بھی میانہ روی ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی پر اندھا اعتماد کرنے سے نا قابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی سے محبت اور دشمنی کے حوالہ سے آنحضورؐ نے فرمایا کہ اپنے دوست سے اعتدال کے اندر رہ کر محبت کرو کیونکہ عین ممکن ہے کہ کل کلاں وہی شخص تیرا دشمن بن جائے اور اسی طرح اپنے دشمن سے بھی حد میں رہ کر دشمنی رکھو کہ وہ کل تیرا دوست بھی بن سکتا ہے۔ (جامع ترمذی ابواب البّر والصلہ)

بعض انسانوں کو کوئی شوق پالنے کا اندھا شوق ہو جاتا ہے جو دیگر معمولاتِ زندگی میں حائل ہوتا ہے۔

صحت اور گاڑی کے استعمال کے حوالہ سے کچھ باتیں گزشتہ حصہ میں ہو چکی ہیں۔ کار اور موٹر بائیک کا کثرت سے استعمال صحت کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ انسان کو کبھی کبھار اپنی انا کے ساتھ ساتھ کار کو گھر رکھ کر پیدل یا سائیکل پر بھی چھوٹے موٹے کام کاج کر لینے چاہئیں۔

ابھی مضمون کے پروف کے دوران میرے موبائل پر ایک میسج بعنوان "ہماری زندگیوں کو چیزوں کی کثرت کھا گئی ہے" نمودار ہوا جس میں معمولات زندگی میں ایسی عادات کا ذکر ہے جن کی کثرت نے زندگیاں اجیرن کر دی ہیں ان میں فون اور دیگر gadgets کے علاوہ فون پر دوستوں کی کثرت اور دکھاوا نیز کپڑوں کی خرید میں بہتات شامل ہے۔ ان تمام امور میں اعتدال لازم ہے۔

پس زندگی کے تمام شعبوں میں درمیانی راہ اختیار کر کے افراط و تفریط، غلّو، زیادتی یا تقصیر سے بچنا چاہیئے۔ مضمون کے آخر میں ایک اہم محاورہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہتے ہیں الوسط فَضِيْلَةٌ بَيْنَ رَذِيْلَتَيْنِ کہ دو کمزوریوں یا کمیوں کے بیچ ایک فضیلت و برتری اعتدال و میانہ روی ہے۔ یہ دونوں الفاظ آپس میں مترادف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (القصص: 78)

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا ہے اس کے ذریعہ دارِ آخرت کمانے کی خواہش کر اور دنیا میں سے بھی اپنا معین حصہ نظر انداز نہ کر اور احسان کا سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے احسان کا سلوک کیا۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

پس اس تمام تعلیم کو اگر انسان سامنے رکھے تو ''میانہ روی'' اپنی نوع کی بہترین خوبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس طریق کو اپنایا اور تمام نظامِ فلکی اور زمین میں توازن پیدا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَضَعَ الْمِيْزَان کی تشریح میں حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

''آسمان کو جو رفعتیں عطا کی گئی ہیں وہ اتنی متوازن ہیں کہ اس سے بندے انصاف اور عدل کا طریق سیکھ سکتے ہیں۔''

اگر اللہ تعالیٰ کے مومن بندے بھی ہمیشہ اس توازن کی حفاظت کریں گے اور عدل کے خلاف کوئی بات نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی عظیم رفعتیں عطا فرمائے گا۔

کرونا وائرس اور اعتدال

ہمیں اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں Covid 19 کے دنوں میں اپنی زندگیوں میں بہت سے امور میں اعتدال اور میانہ روی کو سیکھنے کا موقع ملا۔ اس طریق اور مشق کو اپنے ہاں تسلسل دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کی تعلیم کے تمام پہلوؤں کو اپنی زندگیوں میں اتارنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

آج کی دعا

يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتِيْكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(تذکرہ صفحہ 574)

ترجمہ: ہر ایک دور کی راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے۔ تیرے پاس وہ لوگ تحائف لائیں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کرینگے۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ عالمگیر کو یہ 30 اکتوبر 1906 کو الہام ہوا تھا۔

آپؑ فرماتے ہیں

کتاب حقیقۃ الوحی کے انطباع اور تیاری میں جو بہت سا خرچ ہوا ہے اور ہونے والا ہے اس کے متعلق خیال تھا تو الہام ہوا:

يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتِيْكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(بدر جلد 2 نمبر 44 مؤرخہ یکم نومبر 1906 صفحہ 3)

اس عظیم الشان الہام میں جماعت کو دیئے جانے والے بے انتہاء، فضلوں، انعاموں، کامیابیوں کی بھی پیش خبری دی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو لامحدود مالی کشادگی و وسعت بھی عطا کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والے وہ نیک فطرت لوگ ہونگے جن کا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق ہوگا۔ زندہ، سچا، پاک خدا ان سے کلام کرے گا۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ابو محمود دین ابن فضل الرحمٰن

خلیفہ خدا بناتا ہے

خلیفہ خدا بناتا ہے

وہ کون سی ہستی ہے جو خلیفہ بناتی ہے اور قبل از وقت اس کی خبر بھی اپنے بعض قابل اعتبار بندوں کو دے دیتی ہے اس کی ایک مثال خلیفۂ وقت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی ذات گرامی ہے جو 22 اور 23 اپریل 2003ء کی درمیانی شب انتخاب خلافت کمیٹی کے ذریعے خلیفۃ المسیح (الخامس) منتخب ہوئے آپ نے پہلے انتخاب کمیٹی کے ممبران کی بیعت لی اور ہر ممبر کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا اور اس کے بعد پبلک اعلان ہوا اور بیعت عام ہوئی یہ عاجز 101 یا 103 ممبران کی اس کمیٹی میں شامل تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے اس مبارک تقریب میں شامل ہونے کی سعادت بخشی اور خلیفہ کا انتخاب ہوا اگرچہ ملاء اعلیٰ میں فیصلہ آپ کی پیدائش کے وقت سے ہی ہو چکا تھا جیسا کہ آگے تفصیل آئے گی کیا یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت نہیں ہے یہ اجلاس مسجد فضل لندن میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا اور سیکرٹری شوریٰ کے فرائض محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے ادا کئے۔

1۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحب کا وصال 19 اپریل 2003ء کو لندن میں ہوا اور ممبران انتخاب خلافت کمیٹی کو اطلاع بھجوانے کا سلسلہ شروع ہوا۔

ابھی یہ عاجز ربوہ میں ہی تھا اور انتخاب میں شامل ہونے کے لئے لندن کے لئے روانہ نہیں ہوا تھا کہ سر راہ اس عاجز کی ملاقات مؤرخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سے ہوئی انہیں بتایا کہ کل 21 اپریل کو علی الصبح لاہور سے ہماری قطر ائیر سے لندن کے لئے روانگی ہے تو فرمانے لگے انتخاب تو ہو چکا ہے اور مرزا مسرور احمد صاحب لندن جا چکے ہیں اور میرا بیٹا ڈاکٹر سلطان مبشر الوداعی قافلے میں شامل تھا اس عاجز کو بڑی حیرانگی ہوئی کہ ابھی تو انتخاب ہونا ہے مولوی صاحب کیا فرما رہے ہیں یقیناً مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کو خدائے خبیر نے مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفہ بننے کی خبر دے رکھی تھی۔

2۔محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب جو حضرت صوفی غلام محمد صاحب صحابی (ناظر بیت المال) کے بھائی تھے ان کے بارے میں حضرت صوفی صاحب کے ایک پوتے (اور محترم مبارک مصلح الدین صاحب کے بیٹے) منصور نے کینیڈا میں بتایا کہ جس روز (15 ستمبر 1950ء کو) صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب پیدا ہوئے تو ان کے دادا کے بھائی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب نے تذکرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام:

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ

(دسمبر 1907ء)

کے آگے لکھ دیا تھا کہ آج وہ مسرور پیدا ہو گیا ہے۔

3۔انتخاب کے جلد ہی بعد ربوہ میں محترم مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال ثانی نے اس عاجز کو بتایا کہ جب حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی افریقہ سے واپسی پر تقرری وکالت مال ثانی میں ہوئی تو ان کے والد حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے انہیں نصیحتاً کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے بعض بچوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی ترقی دینی ہوتی ہے اس لئے صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنا۔

4۔گزشتہ اتوار 25 جولائی 2021ء تعلیم الاسلام کالج کی یادوں کے سلسلے میں محترم عرفان احمد خان (دہلوی) جو پروگرام کرتے ہیں اس میں محترم پروفیسر ہادی خان صاحب نے بتایا کہ وہ 1962ء سے 1966ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھاتے رہے ہیں اور اس کے بعد سیرالیون بھیج دیئے گئے تھے انہیں صاحب کشف والہام محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب نے بہت پہلے اشارۃً بتایا ہوا تھا کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ ہوں گے اس وقت مرزا مسرور احمد تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں زیر تعلیم تھے اور ان کے سٹوڈنٹ تھے ان دنوں صوفی صاحب کئی بار آپ کے بارے میں ان سے دریافت کرتے کہ مرزا مسرور احمد صاحب کا کیا حال ہے پڑھائی میں کیسے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ

ہادی صاحب نے بتایا کہ وہ سمجھ رہے ہوتے تھے کہ صوفی صاحب کیوں صاحبزادہ صاحب کا بار بار پوچھتے ہیں اور وہ بھی آپ کے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار کا مشاہدہ کر رہے ہوتے تھے اور صوفی صاحب کو بتاتے تھے جس سے صوفی صاحب مطمئن ہو جاتے تھے۔

5۔اسی قسم کا ایک واقعہ اس عاجز نے بھی اس پروگرام میں سنایا کہ صوفی صاحب نے 1991ء میں جب کہ وہ وکیل التعلیم تھے ایک ملاقات میں اس عاجز سے بھی فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اگلے خلیفہ کا بتایا ہوا ہے لیکن ذہن نہیں مانتا اور نام نہیں بتاؤں گا اور باتوں باتوں میں صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کا نام بھی لے گئے۔

6۔جن دنوں صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی بیٹی کی شادی تھی اور اس عاجز کے بڑے بھائی پروفیسر ایم اے لطیف شاہد اور یہ عاجز بھی رخصتی کی تقریب میں شامل تھے ان دنوں اس عاجز نے بڑی واضح خواب دیکھی کہ آپ نے شیروانی پہنی ہوئی ہے غالباً سر پر پگڑی ہے گلے میں ہار ہے اور کوئی شخص آپ کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہے کہ یہ اگلے خلیفہ ہوں گے۔

6۔الیکشن کے موقع پر لندن میں اس عاجز کی رہائش کا انتظام اپنے برادر نسبتی سردار نصیر احمد صاحب کے گھر تھا۔انتخاب سے ایک رات پہلے بہت اضطراب تھا تقریباً ساری رات کروٹ بدل بدل کر اور دعائیں کرتے ہوئے گزری جب بھی کروٹ بدلتا صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو دیکھتا۔آپ کا گلا پھولوں کے ہاروں سے بھرا ہوا ہے اور بلاشبہ یہ واقعہ اس عاجز کے ساتھ دو درجن دفعہ ہوا۔

چنانچہ اگلے روز مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد جب مسجد فضل لندن میں انتخاب کی کاروائی شروع ہوئی تو اتفاق سے اس عاجز کو آپ والی قطار میں جگہ ملی (قطار کے اس حصہ میں آپ کے بائیں طرف ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب ان کے بائیں طرف صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ان کے بائیں طرف یہ عاجز اور اس عاجز کے بائیں طرف صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب بیٹھے تھے)

یہ عاجز مڑ مڑ کر آپ کی طرف دیکھ رہا تھا حتّٰی کہ محترم عبدالمجید صاحب سیالکوٹی نے آپ کا نام پیش کیا اور محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب نے تائید کی جس سے عاجز کا دل تسلی پکڑ گیا کہ خواب پوری ہونے کا وقت آ گیا ہے اور چند لمحوں میں خواب پوری کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت دے دیا۔

؎ اک خدا کا چنیدہ کڑے وقت میں
دلفگاروں کو پھر تھامنے آ گیا
روپ جس کا نگاہوں سے اوجھل رہا
اک نئے روپ میں سامنے آ گیا

(ہے دراز دست دعا مرا۔کلام صاحبزادی امۃ القدوس)

بقیہ: دربارِ خلافت
...... از صفحہ 2

ہے۔ہم تو صرف راستہ دکھانے کے لئے آئے تھے، سو ہم نے راستہ دکھا دیا۔(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر1 صفحہ نمبر1-2روایت حضرت شیخ عبدالکریم صاحبؓ) (پس اس بات پر اللہ تعالیٰ کی جو عبادت اور مدد ہے، اس کی جستجو بھی ہونی چاہئے اور اس کے لئے کوشش بھی ہونی چاہئے اور یہی اصل چیز ہے جو اعلیٰ معیاروں کی طرف لے کر جاتی ہے اور اُس مقصد کو پورا کرتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا مقصد ہے۔)

حضرت صاحب دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1904ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق احمدیہ جماعت لاہور کو اطلاع ملی کہ حضور فلاں گاڑی پر لاہور پہنچ رہے ہیں۔ہم لوگ حضور کی پیشوائی کے لئے ریلوے اسٹیشن پر گئے۔اُن دنوں دو گھوڑا فٹن گاڑی کا بہت رواج تھا۔ہم نے فٹن تیار کر دی۔جب حضور سوار ہوئے تو ہم نوجوانوں نے جیسا کہ عام رواج تھا (یہ اخلاص و وفا کا نمونہ ہے) یہ دیکھ کے گھوڑے کھلوائے اور فٹن کو خود کھینچنا چاہا۔(ان لوگوں نے بگی سے گھوڑے علیحدہ کئے اور کوشش کی کہ خود کھینچیں۔) حضور نے ہمارے اس فعل کو دیکھ کر فرمایا کہ ہم انسانوں کو ترقی دے کر اعلیٰ مدارج کے انسان بنانے آئے ہیں۔نہ کہ برعکس اس کے انسانوں کو گرا کر حیوان بناتے ہیں کہ وہ گاڑی کھینچنے کا کام دیں۔(مفہوم یہ تھا، الفاظ شاید کم و بیش ہوں۔) خیر ہم خدام نے فوراً اپنے فعل کو ترک کر دیا اور گھوڑے گاڑی لے کر چل دیئے۔گھوڑے آگے لگائے اور وہ اُن کو لے کر چل دیئے۔مَیں فوراً فٹن کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضور کو تمام راستہ چھتری تانے آیا گویا اس طرح مجھے چھتر برداری کی خدمت کرنے کا موقع ملا جس پر مجھے فخر ہے کہ حضور کا چھتر بردار ہوں۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر1 صفحہ نمبر10 روایت حضرت صاحب دین صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 4/ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

س ع احمد

مجمع النجوم (Constellation)

جب بھی ہم رات میں آسمان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں لاتعداد ستارے ہر طرف چمک دمک کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ انتہائی حسین اور دلفریب نظارہ ہوتا ہے۔ رات کی خاموشی میں ستاروں کی چمک دمک انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور انسان اس خوبصورت منظر میں کھوتا چلا جاتا ہے۔ انسانی عقل اتنی زبردست وسیع ترین آسمانی اجرام فلکی کے نظام کو دیکھ کر حیران و پریشان ہے اور مسلسل کوشش میں ہے کہ کائنات کے رازوں کو معلوم کرلے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ کلام قرآن شریف کو پڑھتے ہیں تو ہمیں ستاروں کے بارے میں کچھ آیات بھی ملتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ۣالۡکَوَاکِبِ ۙ﴿۷﴾

(الصفٰت: 7)

ترجمہ: یقیناً ہم نے نزدیک کے آسمان کو ستاروں کے ذریعہ ایک زینت بخشی۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

ان ستاروں کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے آسمان پر ہیرے جواہرات بکھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے کچھ ستارے ہمیں انتہائی باریک نظر آتے ہیں اور کچھ ان سے نسبتاً بڑے نظر آرہے ہوتے ہیں اور یہ ستارے آپس میں بھی اور ہماری زمین سے بہت دور فاصلوں پر واقع ہیں۔

ستاروں کو سمندری سفر میں سمت شناسی یا جگہ کے تعین میں انسان صدیوں سے استعمال کرتا آیا ہے۔ یہاں تک کہ ناسا (NASA) کے خلابازوں کو بھی اس بات میں کہ اگر انکے جدید سمت شناسی کے نظام میں کسی قسم کی کوئی خرابی واقع ہو جائے تو متبادل کے طور پر ستاروں کی مدد سے celestial navigation کے ذریعے اپنی سمت معلوم کی جا سکے تربیت دی گئی ہے۔ قرآن شریف میں یہ حقیقت کہ ستاروں کی مدد سے راستہ معلوم بھی کیا جا سکے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے:

وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ النُّجُوۡمَ لِتَہۡتَدُوۡا بِہَا فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۸﴾

(الانعام: 98)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تا کہ تم ان کے ذریعہ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہدایت پا جاؤ۔ یقیناً ہم نے نشانات کو ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں خوب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

انسانی تاریخ اور مختلف زمانوں کی تہذیبوں پر جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں ستاروں سے متعلق افسانوی کہانیاں ملتی ہیں، جن کی وہ پوجا وغیرہ کیا کرتے تھے اور ان کے نام بھی رکھے ہوئے تھے۔ زیادہ تر مجمع النجوم (Constellation) کے نام ہمیں مشرق وسطی، یونانی اور رومن ثقافتوں سے ملے ہیں۔ عبد الرحمٰن الصوفی نے 964ء میں ایک مشہور کتاب ''صور الکواکب'' لکھی، جسکو انگریزی میں ''Book of Fixed Stars'' کہتے ہیں۔ موجودہ دور کے اکثر ستاروں کے نام ان کی کتاب میں آج سے ایک ہزار سال پہلے دیے گئے تھے۔ عبد الرحمٰن الصوفی ایک مشہور مسلمان فلکیات دان تھے اور انکا تعلق ایران سے تھا۔ انگریزی میں انکا نام Azophi مشہور ہے۔ عبد الرحمٰن الصوفی نے 964ء میں سب سے پہلے اینڈرومیڈا کہکشاں (Andromeda galaxy) کا مشاہدہ کیا تھا۔

ستاروں کے گروہ یا مجموعہ کو Constellation کہا جاتا ہے جو آسمان میں ایک خاص شکل کی طرح نظر آتا ہے یہ سب تصوراتی شکلیں ہیں مثلاً جانور، مچھلی، پرندہ، تلوار یا پھر انسانی جسم وغیرہ۔ ان سب کو الگ الگ نام دیا گیا ہے جس سے یہ ستاروں کا مجموعہ جانا جاتا ہے یا پکارا جاتا ہے۔

International Astronomical Union کے مطابق 88 ستاروں کے گروپ (Constellation) ہیں جو پورے شمالی اور جنوبی آسمان پر محیط ہیں۔ International Astronomical Union نے آسمان کو مختلف حدود میں تقسیم کیا ہوا اور اسطرح ہر تقسیم شدہ حصہ کو ایک Constellation کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ستاروں کا گروہ (Constellation) کی فہرست

1	Andromeda	31	Cygnus	61	Pavo
2	Antlia	32	Delphinus	62	Pegasus
3	Apus	33	Dorado	63	Perseus
4	Aquarius	34	Draco	64	Phoenix
5	Aquila	35	Equuleus	65	Pictor
6	Ara	36	Eridanus	66	Pisces
7	Aries	37	Fornax	67	Piscis Austrinus
8	Auriga	38	Gemini	68	Puppis
9	Boötes	39	Grus	69	Pyxis
10	Caelum	40	Hercules	70	Reticulum
11	Camelopardalis	41	Horologium	71	Sagitta
12	Cancer	42	Hydra	72	Sagittarius
13	Canes Venatici	43	Hydrus	73	Scorpius
14	Canis Major	44	Indus	74	Sculptor
15	Canis Minor	45	Lacerta	75	Scutum
16	Capricornus	46	Leo Minor	76	Serpens
17	Carina	47	Leo	77	Sextans
18	Cassiopeia	48	Lepus	78	Taurus
19	Centaurus	49	Libra	79	Telescopium
20	Cepheus	50	Lupus	80	Triangulum Australe
21	Cetus	51	Lynx	81	Triangulum
22	Chamaeleon	52	Lyra	82	Tucana
23	Circinus	53	Mensa	83	Ursa Major
24	Columba	54	Microscopium	84	Ursa Minor
25	Coma Berenices	55	Monoceros	85	Vela
26	Corona Australis	56	Musca	86	Virgo
27	Corona Borealis	57	Norma	87	Volans
28	Corvus	58	Octans	88	Vulpecula
29	Crater	59	Ophiuchus		
30	Crux	60	Orion		

اب ہم اس میں سے ایک مشہور Constellation جس کو باآسانی رات میں آسمان پر دیکھا جاسکتا ہے کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ اس کا نام ''Orion'' ہے۔ اس کو عربی میں ''اَلْجَبَّارُ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک انتہائی شاندار مجمع النجوم ہے جسکے اوپر بائیں جانب Betelgeuse، دائیں جانب نیچے کی طرف Rigel اور درمیان میں Orion›s Belt اور اس کے نیچے Orion Nebula موجود ہے۔ یونانی افسانوی کہانیوں کے مطابق یہ ایک شکاری تھا جیسا کہ ہم نیچے تصویر

میں اسکے خاکہ میں دیکھ سکتے ہیں۔اس ستاروں کے گروہ ''Orion''میں آپ کو کئی ستارے نظر آرہے ہیں۔جن کو اگر ایک تصوراتی لائن سے ملایا جائے تو یہ خاکہ ابھرتا ہے۔

اس Constellation کی سب سے بڑی نشانی جس سے ہم اسے پہچان سکتے ہیں وہ اس کی ''Orion›s Belt'' ہے۔اسکے بیچ میں تین ستارے دیکھے جاسکتے ہیں۔ان کے نام Alnitak، Alnilam اور Mintaka ہیں۔اس کے علاوہ Orion میں جو چمکدار ستارے ہیں وہ Betelgeuse اور Rigel کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

Betelgeuse سرخ رنگ کا ایک بہت بڑا(Supergiant) ستارہ ہے۔کہتے ہیں کہ یہ نام عربی زبان میں ''یَدُالْجَوْزَآء'' سے اخذ کی گیا ہے جسکا مطلب ہے''Hand of Orion''یعنی''الجوزا کا ہاتھ''۔اس کی جگہ شکاری شخص کے خاکہ میں ہاتھ جو اوپر اٹھا ہوا ہے اس میں دیکھی جاسکتی ہے۔یہ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 640 نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔اور اسکی عمر تقریباً 10 ملین سال ہے۔

Rigel نیلے رنگ کا ایک بڑا ستارہ ہے۔اس کی جگہ شکاری شخص کے خاکہ میں بائیں ٹانگ میں دیکھی جاسکتی ہے۔اس کا نام بھی عربی زبان کے لفظ ''رِجْلُ الْجَوْزَاءِ الْیُسْرٰی'' سے لیا گیا ہے۔یہ ایک اندازے کے مطابق تقریباً860نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔اور اسکی عمر اندازہ کے مطابق تقریباً 8 ملین سال ہے۔یہ اس مجموعہ کا سب سے چمکدار ستارہ ہے۔

Saiph بھی ایک بہت بڑا(Supergiant) ستارہ ہے۔اس کی جگہ شکاری شخص کے خاکہ میں دائیں ٹانگ میں دیکھی جاسکتی ہے۔اس کا نام بھی عربی زبان کے لفظ ''سَیْفُ الْجَبَّارِ'' سے لیا گیا ہے۔یہ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 700 نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔اور اسکی عمر اندازہ کے مطابق تقریباً 11 ملین سال ہے۔یہ سائز اور فاصلہ میں Rigel کے برابر ہی ہے لیکن اسکے مقابلہ میں روشنی میں مدھم نظر آتا ہے۔

Meissa دراصل ستاروں کا ایک جوڑا ہے جو دیکھنے میں بالکل قریب نظر آتے ہیں اور اسے''Double Star'' بھی کہا جاتا ہے۔اس کی جگہ شکاری شخص کے خاکہ میں اسکے سر یا چہرے میں دیکھی جاسکتی ہے۔یہ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 1100 نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔اور اسکی عمر تقریباً 1.8 ملین سال ہے۔

Bellatrix ایک بہت بڑے سائز کا ستارہ ہے۔اس کی جگہ شکاری شخص کے خاکہ میں بائیں ہاتھ پر دیکھی جاسکتی ہے۔اسکی عمر تقریباً 25 ملین سال ہے۔یہ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 250 نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔Celestial navigation کے ذریعے جگہ کے تعین کرنے میں جو ستارے استعمال ہوتے ہیں ان میں Bellatrix بھی شامل ہے۔

اس مجموعہ میں ایک اور انتہائی شاندار object بھی ہے جس کو ''Orion Nebula'' کہا جاتا ہے اسکے علاوہ اسے M42 بھی کہتے ہیں۔یہ گیس، دھول اور گردوغبار کا ایک بادل ہوتا ہے۔یہ Nebula ہماری زمین کا قریب ترین وہ مقام ہے جہاں پر نئے ستارے جنم پاتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق یہ تقریباً1344نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔Orion کے خاکہ میں بیلٹ کے نیچے جو تلوار بنی نظر آرہی ہے یہ اس ہی مقام پر واقع ہے۔

ہماری کہکشاں جسے Milky Way کہا جاتا ہے اس میں اربوں ستارے موجود ہیں۔ہمارا سورج بھی انہیں ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے۔یہ ستارے ہمارے سورج سے بھی کئی گنا زیادہ بڑے ہوتے ہیں بلکہ ان کی روشنی بھی سورج سے زیادہ چمکدار ہوتی ہے۔لیکن وہ ہماری زمین سے بہت فاصلوں پر واقع ہیں اس وجہ سے بہت چھوٹے ستارے نظر آرہے ہوتے ہیں۔

آسمان پر نظر آنے والے Constellation کا تعلق اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ اس وقت دنیا میں کونسے حصے یا ملک میں ہیں اور اس وقت سال کے کونسے حصے میں ہیں۔تو مختلف جگہوں پر الگ الگ Constellation نظر آتے ہیں۔زمین چونکہ سورج کے گرد اپنے مدار میں چکر لگاتی ہے اس وجہ سے مختلف راتوں میں ہمیں آسمان پر ستاروں کی جگہیں تبدیل ہوتی نظر آتی ہیں کیونکہ زمین اس وقت اپنے مدار میں دوسرے مقام پر آچکی ہوتی ہے۔

جب ہم کسی Constellation کو غور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں اس کے آس پاس کئی اور ستارے بھی نظر آرہے ہوتے ہیں۔لیکن ہمیں صرف ان بنیادی خاکہ بنانے والے ہی ستاروں کو دیکھنا چاہیے تا کہ ہم آسانی سے آسمان پر وہ مجمع النجوم تلاش کرسکیں۔

نماز ہر مسلمان پر فرض ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی اہمیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

''نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرمادی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں''۔آجکل کے بعض کاروباری بھی یہی بہانے کرتے ہیں۔انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں نماز معاف فرمادی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔''مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا'' کہ صاف ہیں کہ نہیں۔''اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے''۔دو بہانے ہیں،ایک کیونکہ جانور پالنے والے ہیں اس لئے پتہ نہیں کپڑے صاف بھی ہیں کہ نہیں اور نماز کے لئے حکم ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور دوسرے کاروبار بھی ہے۔دونوں صورتوں کی وجہ سے وقت نہیں ملتا۔

''تو آپ نے(آنحضرت ﷺ نے) اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجزو نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔اس سے اپنی حاجات کا مانگنا،یہی نماز ہے۔ایک سائل کی طرح کبھی اس مسؤل کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے''یعنی جس سے مانگا جا رہا ہے،اس کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے۔''اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کرکے اس کی رحمت کو جنبش دلانا پھر اس سے مانگنا،پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔انسان ہر وقت محتاج ہے اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اس کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کرلیں۔خدا تعالیٰ کی محبت،اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے''۔

پھر فرماتے ہیں کہ:''پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے،اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔یہ تو دین ہرگز نہیں۔یہ سیرتِ کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 189 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 22/ فروری 2008ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: فہیم احمد خادم۔نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن گھانا

سیمینار بعنوان ”جادو ٹونے اور توہمات کی حقیقت“

جامعۃ المبشرین گھانا

مؤرخہ 21اگست بروز ہفتہ جامعۃ المبشرین میں سیمینار بعنوان ”جادو ٹونے اور توہمات کی حقیقت“ منعقد کیا گیا۔جس کا مقصد طلباء کو آگاہی دینا تھا کہ جادو ٹونے اور توہم پرستی سے خود بھی بچیں اور احبابِ جماعت کو بھی بچائیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ مجید سے ہو جو عزیزم ناصر یحیٰ نے کی جن کا تعلق غانا سے ہے۔ غانا کے ہی عزیزم یوسف اوسئ نورالدین نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا حمدیہ کلام ”حمد و ثناء اسی کو“ ترنم سے پڑھ کر سنایا۔ جامعہ کے استاذ محترم حافظ لبیب عبد اللہ صاحب نے سیمینار کے عنوان کے حوالے سے پہلی تقریر کی۔ آپ نے تفصیل سے گھانا میں پائی جانے والے جادو ٹونے، Witches اور دیگر توہمات کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا اور اس حوالہ سے طلباء کے سوالات کے جواب دیئے۔

دوسری تقریر جامعہ کے استاذ مکرم رضوان کوثر صاحب نے کی۔ انہوں نے قرآن کے حوالے سے لفظ ’جِنّ‘ کی تشریح پیش کی۔ طلباء کو جادو کی حقیقت کے بارہ میں ایک ویڈیو ’tricks reveals‘ بھی دکھائی گئی۔ پرنسپل صاحب نے اختتامی کلمات کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ یہ تقریب دو گھنٹے پچیس منٹ جاری رہی۔

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

”جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا“۔ (حضرت عمرؓ نے) ”مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72، 73)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اطاعت کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اطاعت ہر حال میں ضروری ہے۔ اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہو، انبیاء کی ہو، خلفائے کرام کی ہو، امام وقت کی ہو، امیر جماعت کی ہو یا عہدے داران کی، بہت اہمیت کی حامل ہے۔ ہمیں جماعتی طور پر دئے جانے والے معروف احکامات اور ہدایات کو کبھی معمولی نہیں سمجھنا چاہیئے، ان کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کا عملی ثبوت دینا چاہیئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الامارتہ باب وجوب طاعتہ الامراء فی معصیتہ و تحریمھافی المعصیتہ)

مرسلہ: سعیدہ خانم سیسکاٹون کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

16 اکتوبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:00	17:55
مدینہ منورہ	05:02	17:54
قادیان	05:11	17:55
ربوہ	04:51	17:35
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:59	18:08